حائر حسینی

<"xml encoding="UTF-8?>

حائر حسینی کربلا میں حرم امام حسین کے مخصوص محدودے کو کہا جاتا ہے جہاں مسافر کے لئے چار رکعتی نمازیں کامل پڑھنا جائز یا مستحب ہے۔

پہلی دفعہ اس لفظ کو امام صادقؑ نے ایک حدیث میں حرم امام حسین کے مخصوص محدودے کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ حائر حسینی کی کمترین مقدار چاروں طرف 22 میٹر بیان کی گئی ہے۔

امام حسینؑ کی قبر مبارک پر پہلا بقعہ مختار ثقفی نے تعمیر کیا۔ عباسی خلفا میں سے ہارون الرشید ور متوکل نے کئی بار حائر حسینی کو ویران کیا۔ متوکل نے حائر حسینی کی زیارت سے شیعوں کو روکنے اور امام حسینؑ کی قبر کی نشان مٹانے کیلئے اس زمین پر ہل چلانے اور پانی کی بندش کا حکم دیا۔
ائر کے لغوی معنا

حائر کے معنی حیران و سرگردان کے ہیں۔ ایسا مقام جس کا درمیانی حصہ ہموار اور چاروں اطراف سے بلند ہو اور اس میں جمع ہونے والے پانی کے لئے نکاسی راستہ نہ ہوتو اسے بھی "حائر" کہتے ہیں ۔ زمین کربلا کے ناموں میں سے ایک نام "حائر" بھی ہے۔[7] اس مقام سے منسوب افراد حائری کہلاتے ہیں۔[8]
وجۂ تسمیہ

اس مقام کو حائر کہلانے اور اس لفظ کے رائج ہونے کے بارے میں کئی اقوال ہیں من جملہ یہ کہ:

جب متوکل عباسی (حکومت 232ـ247ھ) کے حکم سے حائر حسینی کو منہدم کرنے کے لئے یہاں پانی چھوڑ گیا تو پانی قبر کے قریب چاروں طرف رک گیا اور قبر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا(حارَ الماءُ) تو اسی مناسبت سے اس جگہے کو حائر کہا گیا۔[9] لیکن بعض اس قول کو قبول نہیں کرتے کیونکہ امام صادقؑ نے متوکل عباسی کی پیدائش سے برسوں قبل اس مقام کو حائر کا نام دیا تھا۔[10]
اس سلسلے میں دوسرا قول یہ ہے کہ دوسری صدی ہجری کے آغاز میں مرقد مطہر کے گرد ایک دیوار تعمیر کی گئی اور ظاہرا یہ دیوار بنو امیہ کے دور حکومت میں بنائی گئی تھی تاکہ زائرین کی تلاشی اور ان کی نگرانی کرنے میں آسانی ہو۔
تیسرا قول یہ ہے کہ یہ لفظ ایک رمز اور کوڈ ورڈ تھا جو بنو امیہ کے دور میں زائرین کی نسبت ان کی

حساسیت کو کم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔[11] کیونکہ یہ نام اس زمین کے اصل نام کے ساتھ مطابقت رکھتا تھا۔[12]

حائر کا استعمال

پہلی بار یہ لفظ امام صادقؑ کی طرف سے زیارت امام حسین کی فضیلت اور آداب کے سلسلے میں بیان ہونے والی ایک حدیث میں،[13] حرم امام حسین کے مخصوص محدودے کے لئے استعمال ہوا۔[14] اس کے بعد بتدریج یہ لفظ شیعوں کے درمیان رائج ہوا اور مرقد امام حسین اور اس کا مخصوص محدودہ حائر حسین یا حائر حسینی کے نام سے مشہور ہوا۔[15]

مقام و منزلت

حرم حسینی شیعیان اہل بیتؑ کے نزدیک بہت زیادہ حرمت کا حامل ہے۔ ائمۂ شیعہ دشواریوں اور حکام وقت کے شدید دباؤ اور سخت گیریوں کے باوجود کربلا کی فضیلت اور حائر حسینی کی رفیع منزلت بیان کرکے لوگوں کو اس کی زیارت اور تکریم و تعظیم کی رغبت دلاتے تھے۔ متعدد احادیث میں اخروی اجر و ثواب اور حرم امام حسینؑ کی زیارت کے آثار کے علاوہ،حرم میں حاضری کے آداب اور آنجناب کے مزار کی زیارت کی کیفیت بھی تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔[16]

احاطہ

امام حسینؑ کی ضریح کی اوپر سے لی ہوئی تصویر

امام صادقؑ سے منقولہ احادیث کے مطابق حرم کی حدود مختلف طریقوں سے معین کی گئی ہیں جن میں فرسخ اور ذراع کو بھی معیار قرار دیا گیا ہے۔[17] ظاہری طور پرمتعارض احادیث کو جمع کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان احادیث میں معین کردہ تمام مقامات حرم کے احاطے میں آتے ہیں اور لائق احترام ہیں۔ تاہم فضیلت کے مراتب مختلف ہیں: جو مقام امامؑ کے مدفن کے قریب تر ہے اس کی حرمت و شرافت دوسرے مقامات کی نسبت زیادہ ہے۔[18] حرم کی حدود کے لئے کم از کم فاصلے مدفن امامؑ سے 20 سے 25 ذراع تک ہیں، اس بنا پر حائر کا تقریبی قطر 22 میٹر قرار دیا گیا اور یوں حائر کی حدود ایک طرف سے امام صادقؑ کے زمانے میں مدفن کے ارد گرد کے احاطے سے اور دوسری طرف سے ان اقوال سےمطابقت رکھتی ہیں جن میں مقام شہادت (مشہد)، مسجد اور مرقد کو حرم اور حائر سمجھتے ہیں۔[19]

نماز کا فقہی حکم

نماز مسافر کے احکام میں حائر حسینی کا موضوع جداگانہ بیان ہونے کی وجہ سے حائر حسینی کا دقیق تعین ضروری ہے اور اسی طرح حرم مکہ، حرم نبوی اور مسجد کوفہ کے لئے مخصوص حکم مذکور ہے ۔دس دن سے کم قیام کرنے والے مسافر کے لئے صرف ان مقامات مقدسہ میں پوری نماز پڑھنا صرف جائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔ یہ امامیہ کا مشہور فتوا ہے گوکہ قصر نماز پڑھنا بھی ایسے فرد کے لئے جائز ہے۔[20].[21]

جن احادیث میں امام حسین کے زائر کیلئے فقہی حکم بیان ہوا ہے کہ وہ اس معین علاقے میں اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے ان احادیث میں حرم، حائر یا مدفن کے پاس ("عِندَ القَبرِ")جیسے عناوین ذکر ہوئے ہیں۔[22].[23] بعض فقہاء[24].[25] نے حائر کی حدود کے لئے مرکزی نقطے [قبر امامؑ سے] کئی فرسخ کے فاصلے پر دلالت کرنی

والی احادیث سے استناد کرتے ہوئے پورے شہر کربلا کو حائر ـاور اس حکم کا مصداق قرار دیا ہےلیکن فقہاء کی اکثریت نے اس حکم کو صرف حائر حسینی کے خاص مفہوم ـ یعنی حرم کے اہم ترین نقطے ـ کی حد تک قبول کیا ہے۔[26].[27] البتہ حائر کی دقیق اور صحیح حدود کے سلسلے میں ان کی آراء وا راقوال میں فرق ہے، جیسے:

حضرت عباسؑ کے حرم کے علاوہ امام حسینؑ کا مرقد منور اور دوسرے شہداء کے مراقد حائر کی حدود میں شامل ہیں آج کل یہ احاطہ حرم کہلاتا ہے۔[28].[29]

صفوی دور کے توسیعی اقدامات سے پہلے حرم اور صحن کا حصہ حائر میں شامل ہے ۔[30].[31]

بعض فقہا صرف روضۂ مقدس ہی کو حائرقرار دیتے ہیں اور حتی کہ رواق میں موجود مسجد کو بھی حائر کا حصہ نہیں سمجھتے اورپوری نماز کے اس مخصوص حکم میں روزہ شامل نہیں ہے۔[32].[33]

ضریح مطہر کے اطراف۔[34].[35].[36]

قابل ذکر ہے کہ معاصر علماء میں سے سید ابوالقاسم خوئی، محمد تقی بہجت اور جواد تبریزی حرم کی حدود میں تخییر کے قائل ہیں یعنی ان کا خیال ہے کہ حرم کی حدود میں مکمل اور قصر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ سید علی سیستانی قبر سے 11/5 میٹر کی حدود تک میں نماز کے مکمل یا قصر پڑھنے کے اختیار کے قائل ہیں جبکہ محمد علی اراکی پورے روضۂ مبارکہ میں تخییر کے قائل ہیں جبکہ امام خمینی، امام خامنہ ای اور محمد فاضل لنکرانی حرم کے کے تمام برآمدوں اور ڈیوڑھیوں حتی کہ حرم سے متصل مسجد میں چار رکعتی نمازوں کے مکمل یا قصر پڑھنے میں تخییر کے قائل ہیں۔ چنانچہ کربلا کی زیارات کے لئے جانے والے افراد اس سفر پر نکلنے سے قبل حرم میں پوری یا قصر نماز میں تخییر کی حدود معلوم کرنے کے لئے اپنے مرجع تقلید کے فتاوی سے رجوع کرتے ہیں۔ بےشک حرم مکہ، حرم مدینہ، مسجد کوفہ اور حرم امام حسین میں پوری نماز پڑھنا افضل ہے جبکہ قصر نماز پڑھنا بھی احتیاط کے موافق ہے۔ [37]

تعمیر کی مختصر تاریخ

امام حسینؑ کے مزار اقدس پر عمارت کی تعمیر کا تعلق آپؑ کی شہادت کے فورا بعد کے ایام سے ہے اور روایات میں ہے کہ سنہ 65 ہجری تک قبر مطہر پر صندوق رکھا گیا تھا اور اوپر چھت تعمیر کی گئی تھی؛ تاہم بظاہر حائر حسینی پر سب سے پہلا بقعہ مختار ابن ابی عبیدہ ثقیفہ (مقتول سنہ 67 ہجری) کے زمانے میں ـ امام حسینؑ کی خونخواہی کے لئے شروع کی جانے والی تحریک میں ان کی کامیابی کے بعد ـ (سنہ 66 ہجری) تعمیر ہوا ہے۔ اینٹوں کی اس عمارت پر ایک گنبد بنا ہوا تھی اور اس کے دو دروازے تھے۔[38].[39] دوسرے شہدائے کربلا کا مقبرہ عمارت کے باہر واقع ہوا تھا[40] مرقد امام حسینؑ کی زیارت کے آباب و فضائل کے سلسلے میں امام صادقؑ سے منقولہ بعض احادیث[41] معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت آپؑ کے دور تک موجود تھی۔[42]

بعد کے ادوار میں افراد یا حکومتوں نے حرم و حائر میں متعدد تعمیراتی کام کئے، نئے صحن اور رواق تعمیر کئے مسجد تعمیر کی اور مدفن کے لئے صندوق اور ضریح کا انتظام کیا نیز اطراف حرم بنے ہوئے حصار کی تعمیر نو، احاطے میں پتھروں کے بنے ہوئے فرش کی تبدیلی، گنبد کی مرمت اور اسے سونے کا پانی دینا، میناروں، دیواروں اور رواقوں کی سونے، کاشی (ٹائل) اور آئینوں کی ٹکڑیوں سے تزئین اور حرم کے لئے قالینوں کے تحائف دینا اور اس کے لئے پانی کا مخزن تعمیر کرنا، ان کے ان اقدامات میں سے ہیں۔[43]

حکومتوں کی روش

حائر حسینی کی تعمیر یا انہدام کے سلسلے میں حکومتوں کی روشیں یکسان نہ تھیں۔ مثال کے طور پر امویوں کے دور زائرین امام حسینؑ کے خلاف تشدد آمیز رویوں اور سخت گیریوں کے باوجود[44] حائر کو کبھی منہدم نہیں کیا گیا[45] لیکن بعض عباسی خلفاء، منجملہ ہارون الرشید اور متوکل عباسی، نے کئی بار حائر پر تعمیر شدہ عمارت کو منہدم کیا تاکہ امام حسینؑ کی قبر کے آثار مٹ جائیں اور لوگ وہاں زیارت کے لئے نہ آئیں۔
متوکل نے اس غرض سے حکم دیا ہے حائر کی زمین میں ہل چلایا جائے اور مقبرے پر پانی چھوڑ دیا جائے۔[46].[47] ان کے مقابلے میں آل بویہ، جلائریہ، صفویہ اور قاجاریہ کے ادوار میں حرم حسینی کی توسیع و تزئین کے لئے بنیادی اقدامات عمل میں لائے گئے۔[48] تخریب و انہدام کا تازہ ترین اقدام اس وقت انجام پایا جب وہابیوں نے سنہ 1216 ہجری میں کربلا پر حملہ کیا۔ اس حملے میں شہر کے باشندوں اور زائرین حسینی کا قتل عام کیا گیا، حائر حسینی کو منہدم کیا گیا اور اموال کو لوٹ لیا گیا۔[49] محمد سماوی (متوفٰی 1371 ہجری) اپنی کتاب "مجالی اللُطف بأرض الطَّف"، نے حائر حسینی کی تخریب و تعمیر کے مختلف مراحل کو منظوم کیا ہے۔[50]
شیعیان اہل بیتؑ کا کربلا میں قیام

ائمۂ معصومینؑ کی طرف سے حائر حسینی کی تعظیم و تکریم پر تاکید اور مستنصر عباسی (حکومت: 247 تا 248 ہجری) کے دور میں کسی حد تک زیارت امام حسینؑ کی آزادی، کے باعث علویوں میں سے ایک جماعت نے حائر حسینی کے ارد گرد سکونت اختیار کی جن میں سے پہلے امام کاظمؑ کے پوتے ابراہیم مُجاب، بن محمد عابد تھے۔ ابراہیم مجاب کا مزار حرم کے مغربی رواق میں ہے۔[51].[52] ان کے بیٹے محمد حائری کربلا کے خاندان سادات آل فائز کے مورث اعلی ہیں اور اس خاندان کے بعض افراد حرم حسینی کے متولی بھی رہے ہیں۔[53].[54]
حوالہ جات

سید ابن طاؤس، اقبال الاعمال، ص253۔

صدوق، ثواب الاعمال ص117۔

طوسی، تہذیب الاحکام، ج6 ص43۔

حرم عاملی، وسائل الشیعہ، ج14 ص439۔

مجلسی، بحار الانوار، ج101 ص72۔

راہنمای مصور سفر زیارتی عراق، ص244-246.

ابن‌منظور؛ طریحی؛ زبیدی، ذیل «حیر»

کلیدار، تاریخ کربلاء و حائرالحسینؑ، ص26

شهید اول، ذکری‌الشیعة فی احکام الشریعة ج4، ص291

طهرانی، شفاءالصدور فی شرح زیارة العاشور، ص294

بستان آبادی، شہر حسینؑ، یا، جلوه‌گاه عشق، ص174ـ175

کلیدار، تاریخ کربلاء و حائر الحسینؑ، ص73

ابن قولویہ، کامل الزیارات، ۱۳۷۸ش، ص۲۵۴ـ۲۵۵، ۳۵۸ـ۳۶۲.

کرباسی، تاریخ المراقد الحسین، ۱۴۱۹ق، ج۱، ص۲۵۹.
کلیدار، تاریخ کربلاء و حائر الحسین (ع)، ۱۴۱۸ق، ص۷۱ـ۷۲.
مفید، کتاب‌المزار، ص44ـ62، 64ـ82
ابن‌قولویه، کامل الزیارات، ص456ـ458
طوسی،تهذیب‌الاحکام ج6، ص81ـ82
کلیدار، تاریخ کربلاء و حائرالحسینؑ، ص51ـ52، 58ـ60.
شهید ثانی، الروضة البهیه فی شرح اللمعه الدمشقیه ج1، ص787ـ788.
طباطبائی یزدی، العروةالوثقی ج2، ص164.
بروجردی، مستند العروة الوثقی ج8، ص418ـ419..
حرّ عاملی، وسائل، ج 8، ص524، 527ـ528، 530ـ532
ابن‌سعید، الجامع للشّرائع، ص93.
نراقی، مستند الشیعه فی احکام الشریعه ج8، ص313، 317
بحرانی، الحدائق النّاضرة فی احکام العترةالطاهرة ج11، ص462.
نراقی، مستند الشیعه فی احکام الشریعه ج8، ص313ـ314
مفید، الارشاد ج2، ص126.
حلّی، السرائر ج1، ص342
مجلسی، بحار، ج 86، ص89ـ90.
کلیدار، تاریخ کربلاء و حائرالحسینؑ، ص53ـ54.
مجلسی، بحار، ج 86، ص89.
خمینی، تحریرالوسیلة ج1، ص233.
طباطبائی یزدی، تحریر الوسیله، ج 2، ص164ـ165.
بروجردی، مستند العروة الوثقی ج8، ص419ـ420، 425ـ 426.
نراقی، مستند الشیعه فی احکام الشریعه ج8، ص419ـ420، 425ـ 426.
حائر حسینی کجاست؟! -> نماز تمام یا شکسته؟!
کرباسی، تاریخ المراقد الحسین و اهل بیته و انصاره ج1، ص245ـ250.
طعمه، تاریخ مرقد الحسین و العباس،ص70ـ73.
ابن قولویه، کامل الزیارات،ص420.
مجلسی، بحار، ج 98، ص177ـ178، 198ـ199، 259ـ260.
کرباسی، تاریخ المراقد الحسین و اهل بیته و انصاره ج1، ص255ـ259.
طعمه، تاریخ مرقد الحسین و العباس، ص87ـ 93.
ابن قولویه، کامل الزیارات، ص203ـ206، 242ـ245.
طعمه، تاریخ مرقد الحسین و العباس، ص73.
ابو الفرج اصفهانی، مقاتل الطالبیین، ص395ـ396.
طوسی، الامالی، ص325ـ329.

کلیدار، تاریخ کربلاء و حائر الحسینؑ، ص171ـ173ـ
ـLongrigg, Four centuries of modern Iraq,217
آقا بزرگ طهرانی، الذریعه، ج 19، ص373ـ
طعمه، تاریخ مرقد الحسین و العباس، ص147ـ148ـ
علوی اصفهانی، مهاجران آل‌ابوطالب، ص202ـ203ـ
ابن عنبه، عمدةالطالب فی انساب آل ابی‌طالب، ص263ـ266ـ

کلیدار، معالم انساب الطالبیین فی شرح کتاب (سرّ الانساب العلویه) لابی نصر البخاری، ص157ـ167ـ

مآخذ

ابن ادریس حلّی، کتاب السرائر الحاوی تحریر الفتاوی، قم 1410ـ1411 هجری.
ابن سعید، الجامع للشّرائع، قم 1405 هجری.
ابن طباطبا علوی اصفهانی، مهاجران آل ابوطالب، ترجمه محمد رضا عطائی، مشهد 1372 هجری شمسی.
ابن عنبه، عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب، چاپ مهدی رجایی، قم 1383 هجری شمسی.
ابن قولویه، کامل الزیارات، چاپ جواد قیومی، قم 1417 هجری.
ابن منظور؛ ابو الفرج اصفهانی، مقاتل الطالبیین، چاپ کاظم مظفر، نجف 1385هجری/1965عیسوی، چاپ افست قم 1405 هجری.
خمینی، امام سید روح الله، تحریرالوسیلة، بیروت 1407هجری/1987عیسوی.
بحرانی، یوسف بن احمد، الحدائق النّاضرة فی احکام العترة الطاهرة، قم 1363ـ1367 هجری شمسی.
بروجردی، مرتضی، مستند العروة الوثقی: کتاب الصلاة، تقریرات درس آیةاللّه خوئی، ج 8، [قم] 1367 هجری شمسی.
خوانساری، احمد، جامع المدارك فی شرح المختصر النافع، علق علیه علی اکبر غفاری، ج 1، تهران 1355 هجری شمسی.
زبیدی، محمد بن محمد، تاج‌العروس من جواهر القاموس، چاپ علی شیری، بیروت 1414 هجری/ 1994عیسوی.
شهید اول، محمد بن مکی، ذکری الشیعة فی احکام الشریعة، قم 1419هجری.
شهید ثانی، زین الدین بن علی، الروضة البهیة فی شرح اللمعة الدمشقیة، چاپ محمد کلانتر، نجف 1398 هجری، چاپ افست قم 1410 هجری.
طباطبائی یزدی، محمد کاظم بن عبد العظیم ، العروة الوثقی، بیروت 1404هجری/1984 عیسوی.
طریحی، فخر الدین بن محمد، مجمع البحرین، چاپ احمد حسینی، تهران 1362 هجری شمسی.
طعمه، سلمان هادی، تاریخ مرقد الحسین و العباسؑ، بیروت 1416 هجری/1996 عیسوی.
طوسی، محمد بن حسن، الامالی، قم 1414 هجری.
طوسی، محمد بن حسن، تهذیب الاحکام، چاپ علی اکبر غفاری، تهران 1376 هجری شمسی.
طهرانی، ابو الفضل بن ابو القاسم، شفاءالصدور فی شرح زیارة العاشور، تهران 1376 هجری شمسی.

کرباسی، محمد صادق، تاریخ المراقد الحسین و اہل بیتہ و انصارہ، ج 1، لندن 1419ہجری/ 1998 عیسوی۔

کلیدار، عبد الجواد، تاریخ کربلاء و حائر الحسین علیہ السلام، نجف]بی‌تا.[، چاپ افست قم 1376 ہجری شمسی۔

کلیدار، عبد الجواد، معالم انساب الطالبیین فی شرح کتاب (سرّ الانساب العلویة) لابی نصر البخاری، چاپ سلمان سید ہادی آل طعمہ، قم 1380 ہجری شمسی۔

کلیدار، عبد الحسین، بغیة النبلاء فی تاریخ کربلاء، چاپ عادل کلیدار، بغداد 1966 عیسوی۔

گلپایگانی، محمد رضا، ہدایة العباد، قم 1413 ہجری۔

مدرس بستان آبادی، محمد باقر ، شہر حسینؑ، یا، جلوه‌گاه عشق،]تہران[1414 ہجری۔

مفید، محمد بن محمد، الارشاد فی معرفة حجج‌اللّٰہ علی‌العباد، قم: دار المفید، بی‌تا.

مفید، محمد بن محمد، کتاب المزار، چاپ محمد باقر موحدی ابطحی، قم 1409 ہجری۔

مقدس اردبیلی، احمد بن محمد، مجمع الفائدة و البرہان فی شرح ارشاد الاذہان، چاپ مجتبی عراقی، علی پناه اشتہاردی، و حسین یزدی اصفہانی، ج 3، قم 1362 ہجری شمسی۔

نجفی، محمد حسن بن باقر، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج 14، چاپ عباس قوچانی، بیروت 1981 عیسوی۔

نراقی، احمد بن محمد مہدی، مستند الشیعة فی احکام الشریعة، ج 8، قم 1416 ہجری۔